

## انکار و آرام

# دستور پاکستان میں کتاب سنت کی دفعہ

قانون سازی کے ضمن میں کتاب کے ساتھ سنت کے شرط  
دستور پاکستان میں کیوں رکھے گئے ہیں، اس کے متعلقہ ہیرو  
جناب شیخ چاند حسین (تمغہ پاکستان) نے اے آنرز (مبٹس۔ لندن) سے  
بار ایٹ لاء ڈپٹی سیکرٹری گورنمنٹ پاکستان (ریٹائرڈ) کے ہینر  
مکتوب آئے ہیں، جو درج ذیل ہے۔ (مدیر)

(۱)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی و محترمی!

مدت مدید سے آپ کے اور جناب مدیر "طسوا سلام" کے درمیان سنت و حدیث  
کے تعین کے سلسلے میں شدید اختلافات چلے آ رہے ہیں، جن سے قانون سازی کے کام میں رکاوٹ  
پیدا ہو رہی ہے۔ میں نہ تو عالم ہوں نہ مفتی نہ مجتہد۔ ایک عام آدمی ہوں۔ لیکن میری نظر میں ان تمام  
اختلافات کا قلع قمع ہو جانا ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ اس کا طریقہ کار، جو میں ذیل کی سطور میں درج کر  
رہا ہوں، قبول کر لینے سے قانون سازی کے کام میں جو رکاوٹ پیدا ہو گئی ہے، وہ آسان ہو سکے۔  
گر قبول افتد نہ ہے عز و شرف

۱۔ ہمارے (CONSTITUTION) (آئین) میں ایک شق یہ ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے  
خلاف نہ ہو گا۔

۲۔ جہاں تک کتاب کا تعلق ہے، وہ خود اللہ تعالیٰ نے متعین کر دی ہے اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اُمت تک بعینہ پہنچا دیا اور اللہ کی حفاظت کی وجہ سے وہ لفظاً لفظاً ہمارے پاس موجود ہے۔ اس سے اسلام کے کسی فرقہ کو اختلاف نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ اختلافات قرآن پاک کی چند آیات کی تفسیر و تعبیر میں پیدا ہو گئے ہوں۔ لیکن یہ اختلافات ایسے نہیں ہیں، جنہیں بنیادی کہا جاسکتا ہے۔ خوش نصیبی سے اُن میں اکثر و بیشتر کی تصریح خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوہ حسنہ سے فرمادی ہے جس کو ہم "سنت" کہتے اور سمجھتے ہیں۔ میری سمجھ کے مطابق قرآن شریف مجموعہ سے ہے ان احکام ایزدی و اصول کا جو اللہ پاک نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ارشاد فرمائے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ ان بنیادی احکام و ارشادات کو بنی نوع انسان تک پہنچادیں۔ اور حسب ضرورت ان پر عمل فرما کر بتادیں تاکہ ان احکام کے سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے میں کسی قسم کا مغالطہ نہ ہو۔ بحیثیت خاتم النبیین کے، حضور اکرمؐ نے نہ صرف ان خدائی احکامات و ارشادات کو بنی نوع انسان تک پہنچا دیا بلکہ خود بھی ان احکام و ارشادات پر عمل فرمایا اور اپنے رفقاء اور ساتھیوں کو بھی اسی بیج پر چلنے کی تاکید کی۔ ان تشریحات کے مد نظر کتاب و سنت کی تعریف باہیں الفاظ کی جاسکتی ہے اور جس کے قبول کر لینے سے وہ تمام مشکلات دور ہو جانے کے امکانات موجود ہیں جو قی الوقت پاکستان کے علماء و فضلاء کو کسی ایک پرچم کے تلے آنے نہیں دیتیں۔

(الف) سب سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ہمارے CONSTITUTION (آئین) میں کتاب و سنت کے الفاظ سوچ سمجھ کر رکھے گئے ہیں اور جن لوگوں نے ان الفاظ کو ہمارے آئین میں جگہ دی ہے، وہ اسی مقصد کے تحت دی ہے جس کے تحت قیام پاکستان عمل میں آیا ہے۔ یعنی ہمارا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کے باشندے اپنے اس ایمان کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکیں جو اُن کا مقصد حیات ہے۔ یعنی اس ملک میں اسلامی نظام جو کتاب اور سنت کے عین مطابق ہو قائم کیا جائے۔

(ب) اس سلسلہ میں جو اعتراض کیا جاتا ہے، اس کی حقیقت بھی واضح کر دینی ضروری ہے۔ اعتراض یہ ہے کہ جس طرح ہمارے پاس اللہ کے احکام و ارشادات ایک کتاب (یعنی قرآن شریف) میں موجود ہیں، اس کے مطابق ہمارے پاس سنت کا کوئی متفقہ علیہ مجموعہ نہیں ہے جو سب فرقوں کو قابل قبول ہو۔ اللہ پاک نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اُمت کے لئے چند بنیادی احکام و اصول وحی

کی صورت میں نازل فرمائے جو آج تک بلا کسی تحریف و تبدیلی کے ہمارے پاس بالکلیہ موجود محفوظ ہیں۔ اور یہ انشاء اللہ تا قیامت بدل نہیں سکتے۔ کیونکہ ان کی حفاظت کا ذمہ اللہ پاک نے خود لے لیا ہے۔ ان ہی اصولوں اور احکام کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت تک پہنچایا اور جہاں جہاں بھی ان کی تشریح یا صراحت کی ضرورت محسوس ہوتی گئی، ان پر ذاتی اور اجتماعی طور پر عمل فرما کر ایک اسوہ حسنہ امت کے لئے چھوڑا، جس کے تعین میں کوئی مشکل نہیں ہونی چاہیے۔ جہاں تک احادیث نبویہ کا سوال ہے، وہ ایک قسم کی دستاویزی گواہی ہے جو سنت کی تائید میں پیش کی جاسکتی ہے۔

(ج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تعین کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ اسلامی زندگی کے ہر پہلو کو لے لیا جائے اور قرآن پاک کے احکامات کی روشنی میں دیکھا جائے کہ اللہ کا کیا حکم ہے اور اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کس طرح عمل کیا اور امت کو اس سنت پر کس طرح چلایا۔ اس تعین سنت کے کام میں احادیث نبویہ دستاویزی شہادت کا کام دیتی ہیں۔ اگر ان باتوں کو مدنظر رکھا جائے تو بندہ حقیقہ کی رائے میں تمام دشواریاں دور ہو جانے کے امکانات ظاہر ہیں۔ بشرطیکہ ہم نیک نیتی سے اس کام کا آغاز کریں اور وساوسِ شیطان کو اپنے دل میں جگہ نہ دیں بلکہ ان کو تنہا الوسع بالکلیہ رفع دفع کر دیں۔

میں چونکہ نہ تو عالم ہوں، نہ مجتہد۔ اس لئے میں نے نہ تو قرآن کریم سے کوئی حوالے دیئے نہ احادیث شریف سے۔ حالانکہ اپنے نظریہ کے حق میں قرآن شریف و احادیث نبویہ سے حوالے دینا اتنا مشکل نہیں ہے۔ اب میں اتنا س کرتا ہوں کہ براہِ کرم ان حقیر سطور پر غور فرمائیں۔ اور اس معاملہ میں جو جو بھی رکاوٹیں پیش آئیں ان کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ لیس للانسان الا ما سأل۔

شیخ چاند ۶۱۰۰۱۰۰۶۸

(۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محشرمی و مکرمی!

عنایت نامہ مورخہ ۱۰۰۱۶۔۶۴۸ باعثِ مسرت ہوا۔ جہاں تک بندہ کے عزیز کا تعلق ہے۔ مدیر ”فکر و نظر“ مختار ہیں اور اس کے ساتھ وہی سلوک مرعی رکھ سکتے ہیں، جو ان کی نظر میں مناسب

نظر آئے۔ اگر میرے خط میں چند ایسے جملے ہیں، جو قابل اعتراض ہو سکتے ہیں، ان جملوں کو وہ نجوشی مسترد کر سکتے ہیں۔ اگر میرا مکمل خط بھی شائع کر دیا جائے، تو مجھے بالکل غدر نہ ہوگا۔ البتہ میں یہ لکھنا پسند کروں گا کہ جس وقت کہ ہماری کانسٹی ٹیوشن میں سنت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس وقت بندہ بھی موجود تھا اور اس پر جو بحث ہوئی تھی، اس کا مجھے علم ہے۔ لہذا میرا یہ معروضہ کہ اس جملے کے آئین میں رکھتے وقت بہت سوچ بچار سے کام لیا گیا ہے، منبئی بر حقیقت ہے۔ اُس وقت جتنے بھی دلائل اس کے خلاف سوچے جاسکتے تھے، اُن پر بھی غور کیا گیا تھا۔ اور بعد میں بالآخر متفقہ طور پر لفظ سنت کے قائم رکھنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔

آخر میں میں یہ بھی عرض کر دوں گا کہ بندہ نہ تو عالم ہے، نہ مفتی نہ مجتہد۔ لہذا ایک ایسے اہم معاملہ میں میری ذاتی رائے اور میرا خیال کچھ اہمیت نہیں رکھتا۔ ہمارا کام تحقیق ہے اور اس جدوجہد میں جو بھی ہماری سمجھ میں آتا ہے، وہ ہماری عقول کی حدود تک محدود ہے۔ لیکن سنتِ رسولؐ ایک ایسی مسلمہ چیز ہے، جس کے ماننے اور سمجھنے میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے۔ والسلام علی من اتبع الهدی۔

خادم شیخ چاند ۱۰۰۶۸۔۶۱۷

(۳)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

مکرمی ..... !

عنایت نامہ کا شکریہ۔ مجھے اس عرینہ کے جلد چھپنے یا دیر سے چھپنے پر کوئی خاص اعتراض نہیں۔ البتہ ایک بات جو مجھے ہر وقت پریشان کر رہی ہے، وہ یہ ہے کہ۔۔۔ ہم کو سنت کے تعین کے سلسلہ میں ایک لائحہ عمل بنانا اور اس پر تیزی سے کام کرنا چاہیے۔ اس سے پہلے نکر و نظر میں حضرت مولانا عبد اللہ سندھی کے اقوال کا حوالہ دیتے ہوئے طریقہ تعین سنت کے سلسلہ میں اظہار خیال کیا گیا تھا۔ جس کو ناقدانِ طلوعِ اسلام نے یہ کہہ کر رد کر دیا تھا کہ مولانا عبد اللہ سندھی، جس کتاب کی طرف رجوع فرما رہے ہیں، وہ کتاب یعنی مؤطا حضرت امام مالک صحاح ستہ میں شامل نہیں ہے۔ لیکن ان کا یہ اعتراض اس لئے قابل اتنا نہیں کہ مؤطا صحاح ستہ میں شامل نہیں لیکن اس کے مستند و صحیح ہونے میں مسلمانوں کے کسی فرقہ کو اختلاف نہیں ہے۔ اس جواب کے باوجود میں اس مسئلہ پر بہت ہی غور و خوض کرنے میں مصروف ہوں اور مجھے اللہ پاک

کی ذات اعلیٰ سے پورا یقین ہے کہ انشاء اللہ اس کا بالآخر کوئی صاحب دوزوں طریقہ ضرور نکل آئے گا جو ملتِ اسلام کے ہر فرقہ کو قابل قبول ہوگا۔

گو اسلام فرقہ بندی کے بالکل خلاف ہے، لیکن کیا کیا جائے غلامی کے دور میں جس کے اثرات اب تک باقی ہیں اور انگریزوں نے اپنا سیاسی مقصد حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کر رکھا ہے جس کی لپیٹ سے ہم اب تک اپنے آپ کو رہا نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ بھی مسلم ہے بلکہ بندہ کا ایمان ہے کہ وہ دن سے غنقریب بہت جلد آجائے گا جب کہ یہ طوقِ لعنت ہم اپنے گلوں سے نکال پھینکیں گے۔ (آمین)

شیخ چاند

۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء

شیخ چاند  
17/10/88

جناب مدیر صاحب!

”سنت کی بحث“ نظرات میں دیکھی، لیکن جناب! یہ مسئلہ اتنا آسان نہیں جس قدر آپ نے اسے آسان بنانے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ طلوعِ اسلام نے لکھا ہے، ہر اسلامی فرقے کا سنت کے بارے میں اپنا الگ تصور ہے۔ اور تو اور جہاں اسلامی اور جماعتِ اہل حدیث جو دوسری بہت سی باتوں میں ایک دوسرے سے ملتی ہیں، سنت کے متعلق باہم بنیادی اختلاف رکھتی ہیں۔ طلوعِ اسلام میں مندرجہ حوالے کے مطابق امیر جماعتِ اہل حدیث مولانا محمد نجیل مرحوم کے نزدیک بخاری اور مسلم کی احادیث کی صحت پر اہمیت تھی ہے۔۔۔۔۔۔ ان احادیث کی صحت قطعی ہے۔ اس کے برخلاف مولانا زودوی لکھتے ہیں: ”یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں کہ بخاری میں تصنیفی احادیث راجح ہیں، ان کے مضامین کو جو کائناتوں بلا تنقید قبول کر لینا چاہیے۔“

”طلوعِ اسلام“ نے اپنے نومبر کے شمارے میں پھر اس مسئلے پر لکھا تھا ہے، اور سنت کے غیر متعین تصور سے فائدہ اٹھا کر بعض جماعتیں جس طرح عوام کو گمراہ کرتی ہیں، ان پر تبصرہ کیا ہے۔ جماعتِ اسلامی جس کے امیر نے کبھی یہ لکھا تھا: ”... بحثِ جزئیات ایسی بھی ہیں جن میں تغیرِ ملامت کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عدلہ رسالت اور عہدِ صحابہ میں عرب اور دنیا کے اسلام کے لئے لازم نہیں کہ اجنبی وہی حالات ہر زمانہ اور ہر ملک کے ہوں۔۔۔۔۔۔“ لیکن اب جماعتِ اسلامی کا آرگن جہان القرآن لکھا ہے: ”... خرابی الہی اور احکامِ رسول کے اندر کوئی شخص کسی ترمیم کا تصور نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔“ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ”طلوعِ اسلام“ باب نمبر ۷۔۔۔۔۔۔ کیا ان امور کا آپ کے پاس کوئی جواب ہے؟

عبدالمجید گلبرگ۔ لاہور